# تحریک جدید کے وعدوں میں ابھی تک سَوا لاکھ روپے کی کمی ہے۔ میں جماعت کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اب ایسا قدم اُٹھائے جس سے پہلی شرمندگی دور ہو سکے

(فرمودہ 18 فروری 1955ء بمقام ربوہ)

تشہّد، تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

"میں کئی دنوں سے گھٹنے کے درد کی وجہ سے نماز کے لئے مسجد میں نہیں آ سکا۔ رات بے کلی سے گزری ہے اور اب بھی پوری طرح آرام نہیں آیا۔ اس کے علاوہ بارہ تیرہ دن ہو گئے میرے پیٹ پر ایک پھنسی نکلی ہوئی ہے جس کی وجہ سے سجدہ وغیرہ آسانی سے نہیں کر سکتا۔ ابھی تک یہ تکلیف بھی دُور نہیں ہوئی۔ بظاہر یہ پھنسی ٹھیک ہو جاتی ہے لیکن پھر پیپ پڑ جاتی ہے۔ پھر ٹھیک ہو جاتی ہے اور پھر پیپ پڑ جاتی ہے۔ اِس کی وجہ سے میرے لئے بیٹھنا یا سجدہ کرنا مشکل ہوتا ہے۔ اس لئے میں خطبہ بھی بیٹھے ہوئے دے رہا ہوں اور نماز میں بیٹھ کر ہی پڑھاؤں گا۔

میں جماعت کے دوستوں کو توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ یہ جمعہ تحریک جدید کے وعدوں کے لحاظ سے آخری جمعہ ہے۔ تحریک جدید کے وعدوں کی آخری تاریخ 23 فروری ہے اور آج 18 فروری ہے۔ گویا اگلا جمعہ 25 فروری کو آئے گا اور 25 فروری تک تحریک جدید کے وعدوں

کی میعاد گزر چکی ہوگی۔ اِس وقت تک جتنے وعدے آنے چاہییں تھے ابھی تک اُن میں سَوا لاکھ کی کمی ہے اور روزانہ وعدوں کی آمد بھی ہزار دو ہزار سے زیادہ نہیں۔ اس کے معنے یہ ہیں کہ جماعت کے افراد نے اپنے فرائض کو سمجھنے میں کوتاہی کی ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ یہ خدا تعالیٰ کا کام ہے اور یہ ضرور ہوگا لیکن اِس کے ساتھ ہی خدا تعالیٰ نے مجھ پر بھی یہ ذمہ داری عائد کی ہوئی ہے کہ میں تم سے کام کراؤں۔ اس لئے مجھے یقین ہے کہ جہاں اللہ تعالیٰ اپنے کام کو چلانے کے لیے کوئی نہ کوئی رستہ کھول دے گا وہاں میں محسوس کرتا ہوں کہ چاہے مجھے سختی کرنی پڑے یا کوئی اَور طریق اختیار کرنا پڑے بہرحال میں تم کو اس ذریعہ سے توجہ دلاتا رہوں گا تا کہ تم اپنے فرائض کو سمجھ جاؤ۔ میرے لئے یہ بات تلخ ہے یا شیریں مجھے اس کی کوئی پروا نہیں۔ بہرحال میں نے خدا تعالیٰ کے سامنے یہ بات پیش کرنی ہے کہ جن لوگوں سے کام لینے کی ذمہ داری مجھ پر ڈالی گئی تھی ان سے میں نے کام لیا ہے یا نہیں۔ اور جو لوگ میری ہدایت کے مطابق کام نہیں کر سکے انہیں میں نے اپنی جماعت سے الگ کر دیا ہے یا نہیں۔ میں آخری دفعہ جماعت کو پھر توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اپنے فرائض کو سمجھے ابھی وعدوں کی میعاد میں چند دن باقی ہیں۔ ممکن ہے ان چند دنوں میں وعدوں کے بھیجنے میں زور پیدا ہو جائے۔ عام طور پر ان آخری دنوں میں وعدوں میں زور نہیں ہوتا بلکہ وعدوں کی آمد میں کمی پیدا ہو جاتی ہے۔ اور پھر جو وعدے اِس وقت آ رہے ہیں اُن سے پتا لگتا ہے کہ وعدوں کے زور میں کمی آ چکی ہے۔ پچھلے پانچ دنوں میں دس ہزار کی جو زیادتی تھی وہ یکدم چھبیس ہزار کی کمی میں تبدیل ہوگئی۔ اِس پر تم آئندہ کا بھی قیاس کر لو۔

بہرحال میں جماعت کے افراد کو اس طرف توجہ دلاتا ہوں کہ تم نے احمدیت میں داخل ہوتے وقت اِس بات کا اقرار کیا تھا کہ ہم دین کو دنیا پر مقدم کریں گے۔ لیکن اِس دفعہ ایسے آثار پیدا ہو رہے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ تم نے دین کو دنیا پر مقدم کرنے میں کوتاہی کی ہے اور اپنے فرائض کو صحیح طور پر ادا نہیں کیا ہے۔ ابھی چند دن باقی ہیں تم ان میں اپنی کوتاہیوں کو دور کرنے کی کوشش کرو اور ساتھ دعائیں کرو۔ کیونکہ یہ بات ناممکن نہیں کہ ان چند دنوں میں جماعت میں ایسا جوش پیدا ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ جماعت کی اِس کوتاہی کو دور کر دے جو اُس نے اِس وقت تک کی ہے۔ لیکن اگر اس نے پھر بھی کوتاہی کی تو اسے سمجھ لینا چاہیے کہ اگر کسی نے

سمندر طے کرنا ہو اور اُس کی گردن پر بوجھ ہو تو اُس بوجھ کو زیادہ دیر تک برداشت نہیں کیا جاسکتا۔ نجات اُس بوجھ کو اتارنے میں ہی ہوتی ہے۔ اگر کسی بڑے سمندر کو طے کرنا ہو یا کسی بڑے دریا کے پاٹ میں سے گزرنا ہو اور پتھر گلے کے ساتھ بندھا ہوا ہو تو وہ شخص احمق ہوگا جو اُس پتھر کو اتارے نہیں۔ جو اُس پتھر کو نہیں اُتارے گا وہ سمندر کو طے کرتے ہوئے ڈوب جائے گا۔ اس لیے میں جماعت کو آخری دفعہ توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اب ایسا قدم اٹھائے جس سے پہلی شرمندگی دور ہو سکے۔ لیکن اِس کے ساتھ ہی میں اس بات کے بیان کرنے سے بھی باز نہیں رہ سکتا کہ اس بارہ میں مرکزی دفتر نے بھی غفلت سے کام لیا ہے۔ میں ایک ماہ سے کہہ رہا ہوں کہ کسی نہ کسی جگہ غلطی ہے۔ کیونکہ جن لوگوں کے خطوط میرے پاس آ رہے ہیں اُن میں سے 99 فیصدی نے یا تو وعدوں میں اضافہ کیا ہے یا کم سے کم پہلے سال جتنے وعدے کئے ہیں۔ صرف چند جماعتیں ہیں جن سے اِس بارہ میں سستی ہوئی ہے۔ اب عقلمند کا یہ کام ہے کہ وہ بیماری تلاش کرے اور پھر اس کا علاج کرے۔ میں نے مرکزی دفتر سے کہا کہ مجھے ایسی جماعتوں کی لسٹ بھجواؤ جنہوں نے وعدے بھجوانے میں سُستی سے کام لیا ہے تا اُن پر زور دیا جاسکے۔ یا تم اپنے انسپکٹروں کو بھجواؤ اور اُن سے کہو کہ اگر وعدے بھجوانے ہیں تو جلدی بھجواؤ۔ دفتر والوں نے کہا جی حضور! اور پھر آٹھ دن گزر گئے۔ پھر میں نے کہا مجھے سست جماعتوں کی لسٹ بھجواؤ تو دفتر والوں نے کہا جی حضور! اور پھر آٹھ دن گزر گئے۔ اور ابھی تک ان کی طرف سے لسٹ نہیں آئی۔ پھر میں نے اختر صاحب سے کہا کہ ان لوگوں سے سُست جماعتوں کی لسٹ بنواؤ اور مجھے بھجواؤ۔ میں سمجھا تھا کہ وہ باہر سے آئے ہیں تو کام کریں گے لیکن انہوں نے بھی باتوں کی عادت ڈالی ہوئی ہے۔ کام کرنے کا نام وہ بھی نہیں لیتے۔ میں نے انہیں سمجھایا تھا کہ بعض لوگ کام کرتے وقت پچھلی تین پُشتوں سے کام شروع کرتے ہیں اور اِس طرح ان کے کاموں میں دیر ہو جاتی ہے۔ مگر انہوں نے میری اس نصیحت پر عمل کرنے کی بجائے یہ خیال کرلیا کہ تین پُشتیں بھی تھوڑی ہیں۔ اصل میں چھ پُشتوں سے کام شروع کرنا چاہیے۔ چنانچہ وہ بھی کوئی کام نہیں کررہے۔ پھر میں نے وکلاء کو بلا کر کہا کہ تم وکیل المال سے روزانہ رپورٹ لیا کرو۔ لیکن انہوں نے بھی اس کام کی طرف توجہ نہیں کی۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ مجھے اپنی ذمہ داری کو پورا کرنے کے لیے دونوں فریق پر سختی کرنی پڑے گی۔

وکلاء کو بھی میں نے کہا کہ جماعت وار وعدے چیک کرو اور وکالتِ مال سے روزانہ رپورٹ لے کر مجھے بھجواؤ۔ لیکن انہوں نے نہایت غیر ذمہ دارانہ رویہ اختیار کیا۔ میں نے انہیں طریقِ علاج بھی بتا دیا تھا لیکن انہوں نے میری ہدایت کے مطابق کام نہیں کیا۔ اختر صاحب سے کہا کہ تم ان سے کام کراؤ اور انہیں کہو تم مرض کو پکڑو اور اس کا علاج کرو لیکن انہوں نے بھی اپنی ذمہ داری کو ادا نہیں کیا۔ حالانکہ یہ ایک معمولی بات ہے۔ جماعتوں کے وعدوں کا جائزہ لینے سے فوراً معلوم ہو جاتا ہے کہ کس جماعت نے سستی سے کام لیا ہے یا اُن کے وعدوں میں پچھلے سال کی نسبت کمی آئی ہے۔ میرے پاس جن جماعتوں کے وعدے آئے ہیں اُن میں صرف ایک جماعت ایسی ہے جس کے اِس سال کے وعدے پچھلے سال کے وعدوں کی نسبت کم ہیں۔ اور اس کی وجہ انہوں نے یہ لکھی ہے کہ ان کے کچھ آدمی تبدیل ہو کر دوسری جگہ چلے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ کوئی ایسی جماعت نہیں جس کے وعدے پچھلے سال کی نسبت کم ہوں۔ بلکہ انہوں نے پچھلے سال کی نسبت وعدے بڑھا کر پیش کئے ہیں۔ اس سے صاف پتا لگتا ہے کہ دفتر نے مقابلہ کر کے دیکھا نہیں کہ کونسی جماعت نے وعدے بھجوانے میں سستی کی ہے۔ جتنی جماعتوں نے اِس وقت تک وعدے بھجوائے ہیں انہوں نے پچھلے سال کی نسبت وعدے بڑھا کر پیش کئے ہیں۔ اِس لئے لازماً جن جماعتوں کی طرف سے ابھی تک وعدوں کی لسٹ نہیں آئی اُن میں سے بعض کی طرف سے کوتاہی ہوئی ہوگی۔ پس بجائے اِس کے کہ میرے پرانے خطبوں کے بعض حوالے نکال نکال کر الفضل میں شائع کئے جائیں اور اِس طرح لوگوں پر یہ اثر ڈالا جائے کہ دوسری جماعتوں نے بھی وعدے بھجوانے میں سُستی سے کام لیا ہے یہ ضروری تھا کہ جن جماعتوں کی طرف سے ابھی تک وعدے نہیں آئے اُن پر زور دیا جاتا۔ پس یہ بات مشکل ہے کہ میں اس سستی کی ذمہ داری صرف جماعتوں پر ڈالوں۔ مرکزی دفتر والوں نے بھی سُستی اور غفلت سے کام لیا ہے۔ پس ضروری ہے کہ میں جماعت پر بھی اور مرکزی دفتر والوں پر بھی سختی کروں۔ یہ ایک تلخ گھونٹ ہے جو مجھے پینا پڑے گا۔ لیکن اپنے فرائض کی ادائیگی میں اِس قسم کے تلخ گھونٹ پینے ہی پڑتے ہیں۔ چاہے بعد میں یا ساتھ ہی میرے دل پر یہ بات گراں گزرے۔ لیکن خدا تعالیٰ کے حضور سرخرو ہونے کے لیے اِس قسم کے تلخ گھونٹ پیئے بغیر چارہ نہیں ہوتا۔ لیکن اس سے قبل میں ایک دفعہ پھر جماعت کو

توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اپنی کوتاہیوں اور سستیوں کو دور کرے۔ اور ان چند دنوں میں جو باقی رہ گئے ہیں وعدوں کی موجودہ کمی کو دور کرے۔ جیسا کہ میں نے بتایا ہے کہ میں نے وکلاء کو اپنے پاس بلایا اور اپنے سامنے بٹھا کر کہا کہ تم جماعت وار وعدے چیک کرو اور وکالت مال سے روزانہ کام کی رپورٹ لو۔ پھر اختر صاحب کو بلا کر کہا کہ دفتر کے کام میں فلاں نقص ہے۔ ان سے وہ نقص دور کراؤ اور مجھے سُست جماعتوں کی لسٹ بھجواؤ۔ لیکن وہ ہر دفعہ جی حضور! ہی کرتے رہے ہیں۔ اور ابھی تک ان جماعتوں کی لسٹ پیش نہیں کی۔

یہ ایک حسابی کمزوری تھی۔ کوئی اخلاقی کمزوری نہیں تھی جس کے دور کرنے میں دقت پیش آتی۔ صرف حساب کی بات ہے۔ کاپی پر پچھلے سالوں کے وعدے بھی لکھے ہیں اور اس سال جو وعدے آئے ہیں وہ بھی لکھے ہیں۔ ان کا مقابلہ کرنے سے معلوم ہوسکتا ہے کہ ایک جماعت کا پچھلے سال اتنا وعدہ تھا اور اس سال اتنا وعدہ ہے یا اس سال اُس نے اپنے وعدے نہیں بھجوائے پھر بجائے اس کے کہ الفضل میں میرے خطبات کے حوالے شائع کئے جائیں کیوں نہ ان 25 یا 30 جماعتوں پر زور دیا جائے کہ وہ اپنے نقص کو دور کریں۔ ساری جماعتوں کو کیوں بدنام کیا جائے۔ بہرحال اس وقت تک جو وعدے آئے ہیں وہ قریباً 2/3 ہیں۔ اس سے پتا لگتا ہے کہ 2/3 جماعتوں نے اپنی ذمہ داری کو پوری طرح ادا کیا ہے۔ پھر ان 2/3 جماعتوں کو کیوں بدنام کیا جائے۔ باقی 1/3 جماعتوں پر کیوں زور نہ دیا جائے۔ بلکہ ان 1/3 جماعتوں میں سے بھی بعض جماعتوں نے وعدے بھیج دیئے ہوں گے یا ان کے وعدے آنیوالے ہوں گے۔ بہرحال جن جماعتوں نے وعدے نہیں بھجوائے۔ اُن سے کہو کہ یا وعدے بھجواؤ یا جواب دو یا تم اپنا انسپکٹر وہاں بھیج کر اُن سے وعدے لیتے۔ لیکن تم ہر دفعہ جی حضور! کہہ کر چلے جاتے ہو۔ وکالت مال میں جو نیا عملہ لگا ہے وہ ایسا غیر مبارک ثابت ہوا ہے کہ وہ جی حضور! سے آگے نہیں جاتا۔ ویسے وہ مخلص ہیں لیکن ان میں کام کرنے کی قابلیت نہیں۔ جی حضور! پر بات ختم کر دیتے ہیں۔ حالانکہ بجائے اِس کے کہ وہ ساری جماعتوں کو مخاطب کریں انہیں صرف ان جماعتوں کی طرف توجہ کرنی چاہیے تھی جنہوں نے اِس وقت تک سستی سے کام لیا ہے۔ ساری جماعت کو مخاطب کرنا اُسے سُست کر دیتا ہے۔ ایک شخص نہ صرف روزانہ پانچ نمازیں پڑھتا ہے بلکہ روزانہ نماز تہجد بھی ادا کرتا ہے۔ اُسے اگر یہ کہا جائے کہ تم پانچ وقت

نماز پڑھا کرو تو یہ کتنی بے وقوفی کی بات ہے۔ وہ تو پانچ نمازوں کے علاوہ تہجد بھی ادا کر رہا ہے۔ تم اُن لوگوں کے پاس جاؤ جو نماز نہیں پڑھتے۔

اسی طرح الفضل میں نوٹس شائع کرنے کے یہ معنے ہیں کہ ساری جماعت نے وعدے بھجوانے میں سستی سے کام لیا ہے۔ حالانکہ ایسا کہنا درست نہیں۔ اکثر جماعتوں نے اخلاص کا پورا نمونہ دکھایا ہے۔ الفضل میں اس قسم کے مضامین پڑھ کے ہر ایک شخص یہ سمجھتا ہے کہ میرے سوا باقی سب سُست ہیں۔ مثلاً کراچی والے اخبار پڑھتے ہیں تو سمجھتے ہیں کراچی والوں نے تو وعدے بھجوا دیئے ہیں اِس کا ہمیں علم ہے معلوم ہوتا ہے باقی سب جماعتیں بد دیانت ہیں لاہور والے سمجھتے ہیں کہ ہماری جماعت کے وعدے تو مرکز میں جا چکے ہیں۔ اور اس کا ہمیں علم ہے معلوم ہوتا ہے باقی سب جماعتیں بد دیانت ہیں۔ راولپنڈی والے احمدی اخبار پڑھتے ہیں تو وہ سمجھتے ہیں ہمارے وعدے تو جا چکے ہیں اور اس کا ہمیں علم ہے۔ معلوم ہوتا ہے ہماری جماعت کے سوا باقی سب جماعتیں بد دیانت ہیں۔ گویا بجائے اِس کے کہ ان مضامین سے کوئی فائدہ ہو لوگوں کے ایمان میں خرابی پیدا ہوتی ہے۔ میں نے کئی دفعہ توجہ دلائی ہے کہ تم واقعات نکال کر توجہ دلایا کرو ساری جماعت کو بدنام نہ کیا کرو۔ جب کوئی بات کرو اُس بات کی وضاحت کر دیا کرو کہ فلاں فلاں جماعت نے اِس کام میں سُستی دکھائی ہے۔ مثلاً اب میں جماعت کی سستی کا ذکر کر رہا ہوں۔ تو میں یہ بھی واضح کر رہا ہوں کہ 2/3 جماعت اپنے وعدے بھیج چکی ہے۔ بلکہ باقی 1/3 میں بھی کچھ کمی ہو جائے گی۔ بعض جماعتوں کے وعدے بھجوائے جا چکے ہوں گے اور بعض کے وعدے چند دن کی باقی ماندہ مدت میں آ جائیں گے۔ پھر میں نے یہ بھی کہہ دیا ہے کہ ساری ذمہ داری جماعت پر ہی نہیں کچھ ذمہ داری دفتر پر بھی ہے۔ میں نے دفتر والوں کو اُن کے اس نقص کی طرف بارہا توجہ دلائی ہے لیکن انہوں نے اپنے نقص کو دور نہیں کیا۔ اس کے معنی یہ ہوئے کہ جماعت کا صرف ساتواں یا آٹھواں حصہ ایسا ہے جس نے اس بارہ میں سستی سے کام لیا ہے۔ اب یہ نہیں ہوگا کہ کراچی والے کہیں کہ ہمارے سوا باقی سب بے ایمان ہو چکے ہیں۔ راولپنڈی والے کہیں کہ ہمارے سوا باقی سب بے ایمان ہو چکے ہیں۔ یا حیدرآباد والے کہیں کہ ہمارے سوا باقی سب بے ایمان ہو چکے ہیں۔ لیکن وکالت مال کے اعلانات سے ہر جماعت یہی سمجھتی ہے کہ اُس

کے سوا باقی سب جماعتیں بے ایمان ہیں۔ حالانکہ یہ جھوٹ ہے۔ اگر ہم یہ کہیں کہ فلاں فلاں جماعت میں نقص ہے تو جن جماعتوں نے اپنی ذمہ داری کو ادا کیا ہے اور اپنے اخلاص کا نمونہ دکھایا ہے اُن کے حوصلے بڑھیں گے۔ اُن کے ایمان میں زیادتی ہوگی۔ مگر اب یہ ہوتا ہے کہ یا تو وہ جماعتیں جن کی طرف سے وعدے آچکے ہیں وکالت مال والوں کو کذاب کہتی ہوں گی یا پھر ہر شخص اپنے سوا سب کو بے ایمان کہتا ہوگا۔ اور یہ دونوں باتیں خطرناک ہیں۔ لیکن دفتر والے سمجھتے نہیں۔ اگر اسی طرح کام ہوتا رہا۔ تو غلط فہمیاں بڑھتی جائیں گی۔

پس میں پھر توجہ دلاتا ہوں اور بتا دیتا ہوں کہ ابھی چند دن باقی ہیں۔ اگر وکالت مال کے عملہ میں ایمان ہے تو وہ اب بھی ایسی جماعتوں کی لسٹ بھجوا دے۔ جنہوں نے اس وقت تک وعدوں کے بارہ میں سستی سے کام لیا ہے۔ وکلاء سے میں نے کہا تھا کہ وکالت مال کی نگرانی کرو اور اس سے رپورٹ لے کر مجھے روزانہ اطلاع دیا کرو۔ وہ مجھے بتائیں کہ کیا انہوں نے کبھی ایسی اطلاع بھجوائی؟ میں نے انہیں نقص بتا دیا تھا۔ کیا انہوں نے وہ نقص دور کر دیا؟ کیا انہوں نے اٹھارہ دنوں میں ایک دن بھی میری ہدایت کے مطابق کام کیا؟ پھر اختر صاحب بتاویں کہ کیا انہوں نے اٹھارہ دنوں میں ایک دن بھی میری ہدایت پر عمل کیا؟ میں نے انہیں بتا دیا تھا کہ فلاں جگہ نقص ہے اور وکیل نے جی حضور! کہہ کر ٹال دیا۔ اگر ہمیں ایسی جماعتوں کا پتا لگ جائے جنہوں نے وعدے بھجوانے میں سُستی کی ہے تو ہم اُن کے امیر بدل دیں، اُن کے سیکرٹری بدل دیں۔ باقی جماعتوں کو کیوں بدنام کریں۔

بہرحال یہ طریق اصلاح کے قابل ہے۔ جن جماعتوں نے دوسرے لوگوں کی اصلاح کرنی ہے انہیں پہلے گھر کی اصلاح کرنی چاہیے۔ اگر کسی کے اپنے گھر میں گند پڑا ہے تو اُس نے گلی میں کیا صفائی کرنی ہے۔ اگر ان لوگوں میں ہی کمزوری پائی جائے جو نمبر دار کہلاتے ہیں تو اَور لوگوں کی اصلاح تو ہو چکی۔ دوسرے لوگ تو کمزور ہوں گے ہی۔ اگر تم پاکستان کے علاوہ دوسری جماعتوں میں جاؤ تو تمہیں معلوم ہوگا کہ ہر جماعت میں یہ احساس ہے کہ ہمارا چندہ باہر کیوں جائے؟ بلکہ بعض جماعتیں یہاں تک کہہ دیتی ہیں کہ ہمارا روپیہ پاکستانی مبلغ پر کیوں خرچ ہو؟ حالانکہ انہیں یہ علم نہیں کہ جب پہلی دفعہ اُن کے پاس مبلغ بھیجا گیا تھا تو اُسے پاکستانی جماعت نے

ہی کرایہ دے کر بھیجا تھا۔ پھر دو چار سال جب تک وہاں جماعت قائم نہیں ہوئی تھی سارا خرچ پاکستان کی جماعت نے دیا تھا۔اب بھی اکثر جگہوں پر پاکستان ہی کی جماعت خرچ کرتی ہے۔مگر بیرونی جماعتیں ایک ایک پیسہ پر بحث شروع کر دیتی ہیں۔اور کہنے لگ جاتی ہیں کہ ہمارا چندہ باہر کیوں جائے۔وہ سمجھتے ہیں کہ تبلیغ کا ذمہ دار صرف پاکستان ہے۔باقی لوگوں پر تبلیغ کی ذمہ داری نہیں۔امریکہ کی جماعت چاہتی ہے کہ امریکہ کا چندہ امریکہ میں ہی خرچ ہو۔جاپان چاہتا ہے کہ اس کا چندہ جاپان میں ہی خرچ ہو۔انڈونیشیا چاہتا ہے کہ اُس کا چندہ انڈونیشیا میں ہی خرچ ہو۔ ملایا چاہتا ہے کہ اُس کا چندہ ملایا میں ہی خرچ ہو۔عرب چاہتا ہے کہ اُس کا چندہ عرب میں ہی خرچ ہو۔افریقہ چاہتا ہے کہ اُس کا چندہ افریقہ میں ہی خرچ ہو۔باقی دنیا میں تبلیغ پر جو خرچ ہو وہ پاکستان برداشت کرے۔لیکن یہ احمقانہ خیال ہے۔پس یہ مرض باہر کی جماعتوں میں پائی جاتی ہے۔اور جب یہ مرض باہر کی جماعتوں میں اِس وقت بھی پائی جاتی ہے جب پاکستان کی جماعت نے اکثر حصہ بوجھ کا اٹھایا ہوا ہے تو جب مرکز میں ہی خرابی پیدا ہو جائے تو ہم انہیں کیا کہیں گے۔ جب ذمہ دار لوگ معمولی عقل کی بات بھی نہ کریں تو دوسروں سے کیا شکوہ ہے۔وہ امریکہ، جرمنی، ہالینڈ اور دوسرے ممالک کی اصلاح کرنا چاہتے ہیں لیکن اپنی اصلاح نہیں کر سکتے۔ یہ تو ایسی ہی بات ہے جیسے کہتے ہیں۔" مژدہ باد اے مرگ عیسیٰ آپ ہی بیمار ہے" یعنی اے موت! تجھے مبارک ہو کہ عیسیٰ جو مُردے زندہ کیا کرتا تھا وہ آپ ہی بیمار ہے۔پس مرکز کے رہنے والوں پر بڑی بھاری ذمہ داری ہے۔انہیں اپنی اصلاح کرنی چاہیے اور پھر اصلاح کرتے رہنا چاہیے۔

انہیں اپنی عقل، تنظیم اور قربانی سے یہ ثابت کرنا چاہیے کہ وہ محض اتفاقی طور پر ہی لیڈر نہیں بنے۔ بلکہ خدا تعالیٰ نے انہیں لیڈر بنایا ہے۔خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ السلام کو اس ملک میں پیدا کیا تھا تو یہ دیکھ کر کیا تھا کہ ہم لوگوں میں قابلیت پائی جاتی ہے۔اگر ہم اپنی قابلیت کو ظاہر نہیں کرتے تو خدا تعالیٰ جھوٹا نہیں ہم خود جھوٹے ہیں۔اگر ہم اپنی قابلیت کو ظاہر نہیں کرتے تو اِس کے یہ معنے ہیں کہ ہم اپنی طاقت کو ضائع کر رہے ہیں۔رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص آیا۔اُس نے عرض کیا یَـا رَسُـوْلَ اللّٰہ ! میرے بھائی کو دست آ رہے ہیں۔آپؐ نے فرمایا اُسے شہد پلاؤ۔ چنانچہ وہ واپس گھر گیا اور اُس نے اپنے بھائی کو شہد پلایا۔لیکن دست اَور

زیادہ ہوگئے۔ وہ دوبارہ رسول کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور کہا یَارَسُوْلَ اللّٰہ ! میں نے اپنے بھائی کو شہد پلایا تھا لیکن اُس کے دست اَور زیادہ ہوگئے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا اُسے اور شہد پلاؤ۔ چنانچہ اُس نے اَور شہد پلایا لیکن دست اور زیادہ ہوگئے۔ وہ پھر رسول کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوا۔ اور کہا یَارَسُوْلَ اللّٰہ! دست تو اَور زیادہ ہوگئے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا اُسے اَور شہد پلاؤ۔ اللہ تعالیٰ سچا ہے تیرے بھائی کا پیٹ جھوٹا ہے۔ جب خدا تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ شہد میں شفا ہے تو اس کے پینے سے یقیناً شفا ہوگی۔ خدا تعالیٰ کی بات جھوٹی نہیں ہوسکتی۔ میں کس طرح مانوں کہ تمہارے بھائی کے دست شہد پینے سے ٹھیک نہیں ہوئے۔ معلوم ہوتا ہے کہ تمہارے بھائی کا پیٹ جھوٹا ہے[1]۔ بات بھی ٹھیک ہے۔ یہ بات طب سے ثابت ہے کہ جس شخص کو بدہضمی کی وجہ سے اسہال ہوں اُسے جلاب آور دوا دینی چاہیے تا کہ تمام فاسد مواد اندر سے نکل جائے۔ اِس لئے رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ جھوٹا نہیں۔ اس نے شہد میں شفا رکھی ہے۔ تمہارے بھائی کا پیٹ جھوٹا ہے۔

پس اگر تم اپنی قابلیت کو ظاہر نہیں کرتے تو تم جھوٹے ہو۔ خدا تعالیٰ سچا ہے۔ خدا تعالیٰ نے تمہیں لیڈر اس لیے بنایا تھا کہ تم میں قابلیت پائی جاتی ہے۔ اگر تمہارے دماغ اور دوسرے قویٰ دوسرے لوگوں سے بہتر نہ ہوتے تو وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ السلام کو اِس ملک میں نہ بھیجتا۔

میرے پاس ایک دفعہ امریکہ کا قونصل جنرل آیا۔ میں نے اُسے کہا تم امریکہ والے پاکستان کے معاملات میں دخل دیتے ہو یہ امر پسندیدہ نہیں۔ تو وہ اِس بات سے چڑ گیا۔ میں نے اُسے کہا کیا تمہارے دماغ ہمارے دماغوں سے زیادہ اچھے ہیں؟ اُسے یہ بات بُری لگی ہوگی۔ لیکن آخر اُن کی کونسی چیز ایسی ہے جو تم سے اچھی ہے۔ وہ تو اتنے سادہ عقل کے ہیں کہ ایک انسان کو خدا مان رہے ہیں۔ ایسے لوگوں نے ہمارے دماغوں کا کہاں مقابلہ کرنا ہے۔ ہمارے پاس خدا ہے، اس کا سچا رسول ہے، سچی کتاب ہے، ہم نے خدا تعالیٰ کو مانا ہے اور وہ اِس کا انکار کر رہے ہیں۔ اس لئے اُن کا غلطی پر ہونے میں کیا شبہ ہوسکتا ہے اور ہمارے عقلمند ہونے میں کیا شبہ ہے۔ لیکن اگر ہم اپنی عقل اور دماغ کو استعمال نہیں کرتے تو یہ ہماری کمزوری ہے ورنہ اس میں

کوئی شبہ نہیں کہ ہم دوسروں سے زیادہ اچھے ہیں۔ کوئی اَور قوم ہم سے اچھی نہیں ہوسکتی۔ تم اِس وقت پہلی صف میں ہو بعد میں تم دوسری صف میں چلے جاؤ تو اَور بات ہے کیونکہ ایسے زمانے بھی آتے ہیں کہ پچھلی صفیں آگے آجاتی ہیں۔ تم نے دیکھا نہیں کہ بنوامیہ کی حکومت خالص عرب حکومت تھی۔ پھر بغداد میں جو حکومت قائم ہوئی وہ عرب اور ایرانی ملی جلی تھی۔ پھر بعد میں حکومت دوسری اقوام میں چلی گئی۔ پس یہ نہیں ہوسکتا کہ پاکستان ہمیشہ کے لیے لیڈر بنا رہے۔ لیکن اِس وقت وہ بہر حال لیڈر ہے۔ اور خدا تعالیٰ نے اسے لیڈر بنایا ہے۔ خواہ کوئی چیں کرے یا پیں کرے، اُسے اچھا لگے یا بُرا لگے۔ بہر حال الٰہی فیصلہ نے اسے قابل ترین بنایا ہے۔ اب اگر وہ اپنے آپ کو ناقابل ترین ثابت کرے تو یہ اسکی اپنی حماقت ہے۔ پس اگر تم اپنے آپ کو ناقابل ظاہر کررہے ہو تو ہم یہ تو ماننے کے لیے تیار نہیں کہ تم ناقابل ہو۔ لیکن یہ واقعی ماننے کے لیے تیار ہیں کہ تم ناقابل بن رہے ہو۔"

(الفضل 22 فروری 1955ء)

---

1: صحیح مسلم کتاب السّلام باب التَّداوِی بِسَقْیِ الْعَسَلِ۔